

#بخت

#ازمہرالنساء شاہمیر

#قسط 10

شاہد حسین کو تو سانپ سونگھ گیا تھا انکو یاد تھا اس واقعے کے بعد ہارون نے ایک مہینہ ان سے بات نہیں کی تھی تب تو بس سائیکل تھی اب تو اس کے ہاتھ سے دنیا گئی تھی اب نہ جانے کیا ہو گا لیکن انہوں نے ←
 چھوڑی تھی وہ معراج کا نمبر ڈائل کرتے کمرے سے نکل گئے تھے
 ناشتے کی ٹیبل لگ چکی تھی سب ناشتہ کرنے میں مگن تھے جب ہالے
 ڈائننگ میں داخل ہوئی وہ دادا عیان کے Q

پاس بیٹھنے کی بجائے اپنے بابا کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی تھی
 دادا جان جو اسکو دیکھ کے مسکرانے لگے تھے اچانک انکی مسکراہٹ تھی
 تھی آنکھوں میں تحیر اتر آیا تھا بالے ہمیشہ ان کے ساتھ ہی بیٹھتی تھی
 بلکہ جب حسن اسکو چڑانے کے لئے اسکی جگہ پہ بیٹھ جاتا تو وہ ہنگامہ
 ہوتا کے

الامان

سب لوگ خاموشی سے بالے کی کاروائی دیکھ رہے تھے مگر کوئی کچھ
 بولا نہیں تھا

ہالے کیا اب بھی نیند سے جاگی نہیں ہو یہ تو مبر کی جگہ ہے؟ چی میٹھی
 چھری بنی خود کو کہنے سے باز نہیں رکھ پائی تھیں

چی نیند تو شاید آپکی آنکھوں میں بھر گئی ہے پر اٹھے پہ جام لگا رہی ہیں
 آپ ہالے تپانے والی مسکراہٹ سے بولی تھی
 چی کے تو مانو کپڑوں کو بھی آگ لگ گئی تھی خونخوار نظروں سے بالے
 کو بس دیکھ کے رہ گئی تھیں کہ دادا کی موجودگی میں کچھ اور کہہ بھی
 نہیں سکتی تھیں

ہالے بچہ آؤ میرے پاس آکے بیٹھو دادا نے محبت سے اسکو بلایا تھا
 نہیں دادا جان میں یہیں ٹھیک ہوں مہر جوس دینا دادا کو نارمل لہجے میں
 جواب دے کر اگلا جملہ مہر سے کہا تھا

دادا جان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا حسینہ بیگم نے بھی ناگواری سے اسکو
 دیکھا تھا وادا چند لمحے شاک سے اسکو دیکھتے
 رہے اسکے بعد تیزی سے وہاں سے لکھتے چلے گئے

(بالے کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن ٹھیٹ بنی بیٹھی رہی)

سب نے حیرت سے انکو جاتے ہوئے دیکھا تھا ایک ہالے تھی جو پر سکون
 کی بیٹی پر اٹھے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی

یہ کیا حرکت تھی ہالے ؟ شمس چانے ناگواری سے پوچھا تھا

کیا میں نے تو کچھ نہیں کیا ؟ میں نے کچھ بولا کیا ؟ وہ معصومیت کے سارے
 ریکارڈ توڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی

بات میں بتاؤں کے تم نے کیا بولا ہے تم نے بابا کو منع کیسے کیا اتنی ہمت
 ہو گئی ہے تمہاری بہت ڈھیل دے دی

سے ڈرامے کر رہی ہو کے تم نے کچھ کیا ہی نہیں

یہ ہے بابا نے تمہیں اسلئے تو ہمارے سروں پر چڑھ رہی ہو تم اتنی بد تمیز ہو گئی ہو کے بابا کو جواب دو گی اب تم او پر بابا آرام سے یار بیچی ہے سفیر نے اپنے باپ کو باز رکھنے کی کوشش کی تھی

بچی ہے تو بچی بن کے رہے ناں ماں کیوں بن رہی ہے ہماری اسکو تو --- بس شمس بہت سن لیا میں نے اور بہت کہہ چکے تم میری بیٹی سے آرام سے بات کرو یہ میری بیٹی کا اور بابا کا معاملہ ہے وہ اسکو خود حل کر لینگے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کے شمس صاحب کے مقابل کھڑے ہو گئے تھے تم شمس ملازمہ نہیں جو تم اس کو ججز کو گئے وہ بھی بلاوجہ آئندہ خیال رکھنا وہ بلکل یوسف صاحب کی طرح بولتے تھے تم میری بیٹی سے آرام سے بات کرو بلکل ویسے جیسے میں تمہارے بیٹے سے کرتا ہوں وہ میری بیٹی ہے اس گھر کی نرم مگر دو ٹوک لہجہ آخر میں شمس صاحب کا کندھے تھپتھپایا تھا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے

حسن اماں اور فروا حیرت سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں جبکہ مہر ماہ پتھر کا بت بن چکی تھی اسے سمجھ آگئی تھی کے ہالے یہ سب کیوں کر رہی ہے سفیر آپ مجھے یونی چھوڑ دیں گے؟ ہارون آج آیا نہیں ہے نہ کال پک کر رہا ہے ہالے اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی نارمل کی بولی تھی

(جیسے تھوڑی دیر پہلے جو کچھ ہوا اس پر مٹی ڈال دی ہو)
ہاں ضرور میں کار میں بیٹھا ہوں تم آجاؤ وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا
تھا

تھوڑی دیر بعد وہ سفیر کے ساتھ یونی جانے کے لئے نکل چکی تھی
اچھی لگ رہی ہو سفیر نے اسکو دیکھتے ہوئے کہا تھا
کب نہیں لگتی؟ اپنے ابرو چکا کر پوچھا تھا
اتنا غرور؟

غرور نہیں خود شناسائی
اچھا یہ سارا کیا سین کریٹ کیا ہے تم نے؟ سفیر نے بات بدل لی تھی
جیسے آپ کو نہیں پتہ اتنے آپ کا کہ وہ اسکو تیار ہی تھی
ساتھ ہاتھ بڑھا کر اپنا پسندیدہ میوزک آن کیا تھا
خیر مٹی ڈالو مجھے یہ بتاؤ کل جو کچھ میں نے کہا اس بارے میں کیا سوچا
ہے؟ سفیر اپنے مطلب کی بات پہ آیا تھا

بالے کا دل زور سے دھڑکا تھا رنگ باکا گلابی ہوا تھا اسکو توقع نہیں تھی
کے سفیر اس طرح آرام سے یہ بات کر دیگا خیر مٹی ڈالو مجھے یہ بتاؤ کل
جو کچھ میں نے کہا اس بارے میں کیا سوچا ہے؟ سفیر اپنے مطلب کی بات
پہ آیا تھا

بالے کا دل زور سے دھڑکا تھا رنگ باکا گلابی ہوا تھا اسکو توقع نہیں تھی
کے سفیر اس طرح آرام سے یہ بات کر دیگا۔ کیا کہا تھا مجھے کچھ ٹھیک
سے یاد نہیں شاید اپنے کہا تھا آپ بھی میری طرح سادگی سے شادی کرنا

چاہے اس کا

بھلا کیا جو اب ہو اوہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی
ہالے میں نے تمہیں پروپوز کیا تھا شادی کے لئے میں نے کہا تھا میں تمہاری
ساری خواہشیں پوری کروں گا اور کچھ باتیں جو میں نے نہیں کہی تھیں وہ اب
کہتا ہوں وہ یونیورسٹی کے گیٹ پر گاڑی کو روک چکا تھا اور اب پوری طرح
ہالے کی طرف متوجہ تھا

ہالے سلطان میں سفیر سلطان تم سے محبت کرتا ہوں اتنی کے ساری زندگی
تم جیسا عذاب سر پہ مسلط کرنا چاہتا ہوں اتنی کے میں ساری زندگی تمہارے
اور امی کے جھگڑے برداشت کر سکتا ہوں اتنی کہ میں تم سے شادی کرنا
چاہتا ہوں کیوں کے اب لگتا ہے کے تمہارے بغیر گزارا نہیں ہو گا کیا تم بھی
ایسا چاہتی ہو؟ وہ اسکی آنکھوں

میں دیکھ کے اتنی محبت سے کہہ رہا تھا کہ ہالے کو لگا تھا اسکا دل خوشی
سے ہی بند ہو جائیگا

کیا وہ اس شخص کو انکار کر سکتی تھی اپنے اپنے دل سے پوچھا تھا جواب
" نہیں " میں آیا تھا

داداتے چچی نال تساں گالہ کر یہو باقی اماں اور باباکوں میں آپے دیکھ گھن
ساں تے بچی میں تساں تے ترس کھا کے باچا کریں دی ہاں
(دادا اور بچی سے آپ بات کریں گے اماں اور بابا کو میں خود دیکھ لوں گی
رہی میں تو آپ پر ترس کھاتے ہوئے
ہاں کر ہی دیتی ہوں)

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی
 سفیر سلطان کو لگا تھا اب اسکی ہے اپنے ہالے کے اقرار پر اپنے دل
 کو رکتا محسوس کیا تھا
 میکوں آج کاں پہلے سیر ایکی ایٹی مٹھی کدھیں نہیں لگی جیتلی آج لگی ہے
 مجھے آج سے پہلے سیر ایکی اتنی میٹھی کبھی نہیں لگی جتنی آج لگ رہی
 ہے)
 وہ دونوں چوکیدار کی آواز پہ ہوش میں آئے تھے جو کے انکو گاڑی سائیڈ پر
 لگانے کا کہہ رہا تھا
 ہالے ہنستی ہوئی گاڑی سے اتر گئی تھی سفیر مسکرا کے اسکو جاتا
 دیکھتا رہا
 کوئی اتنا پیارا کیسے نہیں سکتا ہے اس نے دل میں سوچا تھا
 اماں یہ " گندہ خون " کیا ہوتا ہے چھ سالہ عمر اپنی ماں کے پاس بیٹھا
 معصومیت سے پوچھ رہا تھا
 نفیسہ حیات کو لگا تھا جیسے کسی نے انکے اوپر الٹی چھری پھیر دی ہو وہ
 تڑپ ہی تو انھی تھیں
 یہ تم سے کس نے کہا ہے بیٹے ؟ انہوں نے با مشکل خود کو نارمل رکھتے
 عمر سے پوچھنا چاہا
 ولید بھائی کہہ رہا تھا کے میں گندہ خون ہوں اور آپ میری اصلی ماں بھی
 نہیں ہو
 (ولید اس کریانہ والے کا بیٹا تھا جس کو کچھ سال قبل نفیسہ نے پورے

محلے کے سامنے بے عزت کیا تھا) وہ اب اقصیٰ (ندیم کی بیٹی) کو میرے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دیتا اماں

وہ پھولے گالوں اور صحت مند جسم والا بچانوٹھے پن سے کہہ رہا تھا بیٹا کوئی گندہ خون ن نہیں ہوتا ہر انسان کا خون پاک ہوتا ہے کیوں کے یہ اسکو اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمت ہے گندہ تو لوگوں کا ذہن ہے اور تم میرے بیٹے ہو ندیم سے بات کروں گی میں وہ آئندہ تمہیں اقصیٰ سے کھیلنے دے گا

عمر خاموش ہو گیا تھا وہ باقی بچوں کی طرح زیاد سوال نہیں تھا وہ ایک سوال ایک ہی بار کرتا تھا اگر اسکی تسلی نہیں بھی ہوتی تو وہ بتاتا نہیں تھا کچھ عرصہ پہلے اس نے اسی طرح اپنی ماں سے سوال کیا تھا اماں نا جائز کیا ہوتا ہے ؟ Q

اس کے اس سوال پہ نفیسہ کی روح تک کانپ گئی تھی اور پھر ہر آئے دن یہی سب ہونے لگا کبھی محلے کے لوگ عمر کو گندہ خون کہہ کے اپنی بچیوں کے ساتھ کھیلنے نہ دیتے تو کبھی اسکو نا جائز کہہ کے مار مار کے گھر سے نکال دیتے نفیسہ الکامنہ نہیں بند کر سکتی تھیں ایسے میں ایک ذری تھیں جو انکی دوست اور محرم راز تھیں وہ نفیسہ کی بچپن کی دوست تھیں انکا کا جب بھی دل اداس ہو تائب وہ اس کے گھر چلی جاتی تھیں نفیسہ کے گھر اڑ کے تیسرا گھر زری کا تھا اس تپتی دوپہر میں بھی وہ عمر کو ساتھ لئے زری کے گھر پہ ایئر کولر کے سامنے بیٹھی تھیں عمر زری کے بیٹے واصف کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ جب کورٹ جاتیں تب

عمر کو زری کے ہی گھر چھوڑتی تھیں اب تو خیر سے وہ بھی اسکول جانے لگا تھا اور واپسی پر وین اسکودری کے گھر ہی چھوڑا کرتی تھی جب شام میں نفیسہ واپس آتیں عمر کو ساتھ لے جاتیں

تم محلہ چھوڑ کیوں نہیں دیتی نفیسہ کب تک اس چھوٹے سے محلے میں خود کو اور عمر کو ذلیل کرتی رہو گی اللہ نے تمہیں اتنا دیا ہے تم تو کسی بھی پوش علاقے میں گھر لے سکتی ہو زری انکو شربت کا گلاس تھمائی ہوئی فکر مندی بولی تھیں

کیسے چھوڑ دوں زری میں نے تو شادی کے بعد اپنے شوہر کے لئے بھی یہ جگہ نہیں چھوڑی وہ گھر میرے باپ کی نشانی ہے اس کی ایک ایک اینٹ میں ابا کی خون پسینے کی کمائی ہے اس کے ایک ایک پودے میں اماں کی خوشبو ہے انہوں نے پیٹ کاٹ کاٹ کے یہ گھر جوایا تھا میں نے اپنا بچپن اپنی جوانی اس گھر میں گزاری ہے اپنے مرحوم شوہر سے وعدہ کیا تھا کہ اس گھر سے بس میری لاش ہی نکلے گی اور پھر عمر اسکا اسکول ہے یہاں تو میں اسکو تمہارے پاس چھوڑ دیتی ہوں کہیں اور گئی تو کہاں چھوڑوں گی اس کو میرا دماغ اب کام نہیں کر رہا کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں

عمر کا ذہن خراب ہو رہا ہے نفیسہ وولوگوں کی باتوں کو صرف سنتا نہیں ہے وہ ان سب باتوں کو ذہن نشین کرتا جا رہا ہے جن سب کی تم بات کر رہی ہو وہ سب اب دنیا میں نہیں ہیں اس دنیا میں عمر ہے اور تم ہو اب تمہیں اس بچے کا سوچنا چاہئے وہ بہت زمین ہے آج تو وہ بس ناجائز کا مطلب پوچھ رہا ہے کل اس کے معنی جان گیا تو اچھا نہیں ہو گا تم یہ شہر ہی

چھوڑ دو کر اچی چلی جاؤ یہ مردوں کا معاشرہ ہے نفیسہ تم اکیلی عورت کسی کسی کا مقابلہ کروگی ؟

میرے پاس جو سیونگز ہیں وہ تو ساری عمر کی پڑھائی کے لئے ہیں اگر اس کو گھر خرید نے پر لگا دیا تو کیا ہو گا کیسے پڑھاؤں گی اسے وہ کسی عام اسکول میں نہیں جاتا اس شہر کا سب سے بڑا اسکول ہے وہ میں اس کو ہمیشہ بیٹ دیتا چاہتی ہوں زری

پڑھے گا تو وہ تب جب اس کا ذہن پر سکون ہو گا تمہارا چھ سالہ بیٹا آئے دن محلے کے لوگوں سے پٹ کے آتا ہے گالیاں اور نہ جائز ہونے کے طعنے سن کے آتا ہے

انکی بات پہ نفیسہ نے کرب سے آنکھیں میچ کی تھیں) اب یہ مت کہنا کے تمہیں بتایا کیوں نہیں بتانے سے کیا ہو گا کر ہی کیا سکتی ہو تم ؟ کسی کی زبان نہیں روک سکتی تم خیر ابھی تو وہ بچہ ہے کچھ سالوں بعد جب وہ بڑا ہو جائے گا تب سوچا ہے کیا ہوگا ؟ وہ مارنے والوں کو مار کے آئے گا گالیاں دینے والوں کو دو گالیاں زیادہ دے کے آئے گا یہ فیوچر ہو گا اس کا اس کے لئے کر رہی ہو اتنی محنت ؟ زری کہہ کے خاموش ہو چکی تھیں نفیسہ بھی خاموشی سے عمر کو دیکھنے لگی تھیں دس منٹ بعد جب زری نفیسہ کو چھوڑ نے گیٹ تک آئیں جب انہوں نے اپنی دوست کو کہتے سنا

زری رحمان بھائی سے کہو میرے لئے کوئی گھر ڈھونڈ دیں میں اسی مہینے عمر کولے کے یہاں سے شفٹ ہونا چاہتی ہوں لیکن شہر نہیں بدلوں گی اور پھر وہ کبہ کے رکی نہیں تھیں عمر کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکلتی چلی گئی

تھیں زرگ نے افسوس سے ان کو جاتے دیکھا تھا نفیسہ کا جانا انکا دل اداس کر رہا تھا

یہ اس کے چار دن بعد کا ذکر ہے کا ذکر ہے جب نفیسہ کچھ پریشان کی کورٹ سے واپس آئی تھیں عمر اپنی ماں کو چپ دیکھ کے بے چین ہوا یہ وہ وقت تھا جب عمر کو ہر ٹینشن کا حل آس کریم لگتی تھی اور پھر نفیسہ کے لاکھ روکنے پہ وہ نفیسہ کے لئے آس کریم لینے محلے کی دکان پہ گیا تھا مگر تھوڑی ہی دیر بعد روتا ہوا واپس آیا تھا

نفیسہ کے پوچھنے پہ جو کچھ عمر نے بتایا وہ سن کر نفیسہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی بس یہاں انکے برداشت کی حد ختم گئی تھی غم و غصے کی شدت سے انکو رونا آنے لگا تھا مگر وہ کوئی کمزور عورت نہیں تھیں اگلے ہی دن انہوں نے ندیم کے باپ پر غیر قانونی قبضے کا کیس دائر کر دیا تھا

اور پھر دو مہینے کے اندر اندر دکان کو سامان سمیت سیل کر دیا گیا تھا گو کہ اب بھی انکا دل خوش نہیں ہوا تھا لیکن ول کے ایک کونے کو ذرا سا سکون آیا تھا

اس کے بعد کچھ عرصے تک راوی چین ہی چین لکھتا رہا اور پھر کچھ ہی وقت بعد محلے والوں نے پھر سے ان کے ساتھ پیر باندھ لیا تھا لیکن اب یہ ضرور ہوا تھا کہ انہوں نے نہ اب کبھی عمر کو مارا تھا اور نہ اس دن دکان پر کی جانے والی حرکت دہرائی تھی لیکن لفظوں کے تیر برابر چلاتے تھے نفیسہ فجر کے بعد بچوں کو قرآن پڑھاتی تھیں اب محلے کے لوگوں نے اپنے

بچوں کو یہ کہہ کے بٹالیا تھا کہ جس گھر میں ایک ایسا بچہ ہو جس کا گھر بار اور نہ خاندان کا اتا پتا ہو جس کے بارے میں یہ تک نہ پتہ ہو کہ وہ جائز بھی ہے یا نہیں بھلا اس گھر میں وہ اپنی بچیوں کو کیسے بچھے دفتر نغیہ کے دل کہتا تھا انکی باتیں سن کر لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں ویسے بھی کچھ عرصے میں وہ یہاں سے چلی ہی جاتیں عمر انکے وجود کا حصہ بے شک نہیں تھا لیکن انہوں نے اس سے محبت بیٹوں سے زیادہ کی تھی اور پھر ان ہی دنوں عمر کو سر درد کی بہت شکایت رہنے لگی تھی نفیسہ بہت پریشان ہو گئی تھیں ایک دن جب وہ انکو چیک اپ کے لئے لے گئیں تو ڈاکٹر نے انکو کچھ ٹیسٹ کروانے کو کہا تھا دو دن بعد ٹیسٹ کی رپورٹ آگئی تھی